فکر اقبالؒ میں کربلا کی اہمیت

ڈاکٹر غلام شبیر رانا، مصطفیٰ آباد، جھنگ شہر

اردو شاعری میں واقعہ کربلا (۱۰ محرم ۶۱ ہجری) کو حریت فکر کے ایک ایسے استعارے کی حیثیت حاصل ہے جو تاابد اذہان کی تطہیر وتنویر کا اہتمام کرے گا۔

غریب وسادہ ورنگیں ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسینؑ، ابتداء ہے اسماعیلؑ

حریت فکر ایک جبلی جذبہ ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جبر کا ہر انداز مسترد کرتے ہوئے حق وصداقت کا علم بلند رکھنا۔ حریت فکر کے مجاہد ہمیشہ ظالم وسفاک، موذی اور مکار استبدادی قوتوں سے ٹکرانا اپنا مطمح نظر قرار دیتے ہیں۔ بقول سید سلیمان ندوی:

ہزار بار مجھے لے گیا ہے مقتل میں
وہ ایک قطرۂ خوں جو رگ گلو میں ہے

تاریخ اسلام میں حضرت امام حسینؑ اور ان کے جاں نثار ساتھیوں کی فقید المثال قربانی ہر دور میں دلوں کو ولولۂ تازہ عطا کرتی رہے گی۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے حریت فکر وعمل کے اس عظیم واقعے کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا۔

شاہ است حسینؑ، بادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ، دین پناہ است حسینؑ
سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

اردو شاعری میں واقعہ کربلا کی اہمیت تاریخ ادب کا ایک درخشاں باب ہے۔ ہر عہد میں اردو شعرا نے اس واقعہ کو لائق تقلید سمجھتے ہوئے اس کے وسیلے سے قومی بیداری کو یقینی بنا دیا۔ واقعہ کربلا در اصل نظام کو درست رکھنے کی ایک کامیاب کوشش تھی۔ اس سے عوامی شعور و آگہی کو مثبت انداز میں پروان چڑھانے کی طرف توجہ دی گئی۔ علامہ اقبال کی شاعری میں واقعہ کربلا کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ یہ ارض پاکستان جو علامہ اقبال کی شاعری کا جغرافیائی ظہور ہے، یہاں حریت فکر

کے مجاہد کلام اقبالؒ کو بانگ درا کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔

واقعہ کربلا نے ثابت کردیا کہ حریت فکر زندہ قوموں کی پہچان ہے۔ جب تک حریت فکر کے مجاہد موجود ہیں، اسلامی تہذیب وثقافت، مذہب کی ابد آشنا اقدار اور قومی آزادی پر کوئی آنچ نہیں آسکتی۔ حریت فکر کے مجاہد ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جبرواستبداد کے پھنکارتے ہوئے ناگوں کو اپنی جان کا نذرانہ دے کر بھسم کرنے پر قادر ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے واقعہ کربلا کو حریت فکر وعمل کی ایسی تابندہ مثال کے طور پر پیش کیا ہے جو سفاک ظلمتوں میں ستارۂ سحر ثابت ہوگی۔

موسیٰ و فرعون و شبیرؑ و یزید — این دو قوت از حیات آید پدید
زندہ حق از قوت شبیری است — باطل آخر داغِ حسرت میری است
برزمین کربلا بارید و رفت — لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت
تا قیامت قطع استبداد کرد — موجِ خونِ او چمن ایجاد کرد
بہرحق در خاک وخون غلطیدہ است — پس بنائے لا الہ گردیدہ است
نقش الا اللہ بر صحرا نوشت — سطرِ عنوان نجات ما نوشت
رمز قرآن از حسینؑ آموختیم — ز آتش او شعلہ ہا اندوختیم

حضرت امام حسینؑ نے حریت فکر کی خاطر اپنا پورا خاندان قربان کردیا مگر ظلم وجبر کی اطاعت سے انکار کردیا۔ تضادات سے بھرے ہوئے نظام سے ٹکرا کر انہوں نے قیامت تک استبدادی قوتوں کے مکر کا پردہ فاش کردیا۔ علامہ اقبال نے واقعہ کربلا کو تاریخ اسلام کے ایک عہد آفرین باب سے تعبیر کیا ہے۔ حضرت امام حسینؑ اور ان کے جاں نثار ساتھیوں نے جو عظیم الشان قربانی دی اس نے حریت فکر کے مجاہدوں کو زیرِ شمشیرِ ستم بھی کلمۂ حق کہنے کا حوصلہ عطا کیا:

در نوائے زندگی سوز از حسینؑ
اہل حق حریت آموز از حسینؑ

علامہ اقبالؒ نے حضرت امام حسینؑ کے جرأت مندانہ کردار، حق وصداقت پر مبنی موقف اور حریت فکر کے اعلیٰ معیار کو پیش نظر رکھتے ہوئے خواتین کو یہ نصیحت کی کہ وہ بھی حضرت فاطمہ زہرا (س) کی سیرت کو پیش نظر رکھیں تا کہ ان کی آغوش تربیت سے حضرت امام حسینؑ جیسے حریت فکر کے مجاہد پروان چڑھ سکیں۔

فطرت تو جذبہ ھا دارد بلند
چشم ہوش از اسوۂ زہراؑ مبند
تا حسینؑ شاخ تو بار آورد
موسم پیشین بگلزار آورد

علامہ اقبالؒ نے واقعہ کربلا کے حوالے سے تاریخی حقائق کو صحیح تناظر میں پیش کیا ہے۔ تاریخ کے بغور مطالعہ سے حقائق کی گرہ کشائی ممکن ہے ۔ جب تمام حقائق سے آگہی نصیب ہوتی ہے۔ تو اذہان کی تطہیر وتنویر کا اہتمام ہوتا ہے۔ علامہ اقبال نے اسی تاریخی شعور کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ جانتے تھے کہ تاریخی شعور کے اعجاز سے ہر قسم کی عصبیت کا قلع قمع کرنے میں مدد ملت سکتی ہے۔ انہوں نے واقعہ کربلا کو ملی یکجہتی کی ایک روایت کا درجہ دیا اور واضح کردیا کہ واقعہ کربلا اقتدار کی کشمکش ہر گز نہیں تھا۔ بلکہ یہ اصولوں کی سربلندی کی جدوجہد تھی ۔ نواسۂ رسولؐ کی جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے برملا کہا ہے :

مدعایش سلطنت بودے اگر　خود نکردے با چنین سامان سفر
دشمنان چون ریگ صحرا لا تعد　دوستان او بہ یزدان ہم عدد
سر ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ بود　یعنی آن اجمال را تفصیل بود
عزم او چون کوہساران استوار　پائدار وتند سیر و کامگار
تیغ بہر عزت دین است وبس　مقصد او حفظ آئین است وبس
ما سواللہ را مسلمان بندہ نیست　پیش فرعونی سرش افگندہ نیست
خون او تفسیر این اسرار کرد　ملت خوابیدہ را بیدار کرد
تیغ لا چون از میان بیرون کشید　از رگ ارباب باطل خون کشید

علامہ اقبالؒ نے واقعہ کربلا کو اسلامی تہذیب وثقافت کے دوام وبقا کا وسیلہ قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے تاریخ اسلام کے اس عہد آفرین واقعہ کو اس انداز میں پیش کیا ہے کہ نئی نسل کو اسلامی تہذیب وثقافت کی عظیم الشان میراث کی منتقلی کو یقینی بنایا جاسکے۔ اب ملت اسلامیہ کی نئی نسل کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ حریت فکر وعمل اور جرأت اظہار کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کرے۔ اسلامی تہذیب وتمدن کا ارتقا اقبال کو حد درجہ عزیز تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ نئی نسل عصری آگہی

سے متمتع ہو، مسائل عصر کی تمازت کو محسوس کرے اور ہر قسم کے خطرات کا جرأت مندی سے مقابلہ کرے۔ انہیں اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ آج بھی آگ ہے، اولادِ ابراہیمؑ ہے اور اس کے سامنے نمرود کی ظالمانہ حکومت ہے۔ اس چیلنج کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ اسلامی تہذیب وتمدن کی بقا کیلئے یہ امر ناگزیر ہے کہ لادینی قوتوں کی بھڑکائی ہوئی عصبیت کی آگ میں کود کر ایمان ابراہیمؑ کی یاد تازہ کردی جائے۔ واقعۂ کربلا حق وصداقت کی بالادستی کا جو منشور پیش کرتا ہے اس کی ابتدا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل نے کی تھی اور حضرت امام حسینؓ نے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

امتے در حق پرستی کاملے　　امتے محبوب ہر صاحب دلے
حق برون آورد این تیغ اصیل　　از نیام آرزوہائے خلیلؑ
تا صداقت زندہ گردد از دمش　　غیر حق سوزد برق پیہمش

حضرت امام حسینؓ نے اموی حکومت کے ان اقدامات کو ماننے سے انکار کردیا جو دین مصطفیٰ سے متصادم تھے اور ملوکیت نے عوام پر عرصۂ حیات تنگ کردیا تھا۔ واقعہ کربلا میں اس عہد کے حالات، واقعات اور افکار کی تمام کیفیات جلوہ گر ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے تاریخ کے ان تمام واقعات کو ایک ثبوت کے طور پر پیش کیا اور واضح کردیا کہ نواسۂ رسولؐ نے دریائے فرات کے کنارے جو قربانی دی وہ وقت کا اہم ترین تقاضہ تھا کیونکہ ملوکیت نے زندگی کی اقدار عالیہ کو شدید ضعف پہنچایا اور مذہب کے ابدآشنا اصولوں سے انحراف کیا جانے لگا حالانکہ یہی اصول زندگی کا آئین ہیں۔

ہست دین مصطفیٰؐ دین حیات　　شرع او تفسیر آئین حیات
گر زمینی ، آسمان سازد ترا　　آنچہ او می خواہد آن سازد ترا

علامہ اقبال کو تاریخ اسلام کے اس درخشاں باب سے گہری دلی وابستگی ہے۔ واقعہ کربلا کا ایک ایک نقش ان کے ذہن پر ثبت ہے۔ ان کی خواہش تھی کہ آج کے دور میں بھی کاروان حسینؓ جو صعوبتوں کے سفر میں ہے اس کے لئے کوئی لائحہ عمل تجویز ہونا چاہئے۔ ظلم و استبداد کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے۔ وہ واقعہ کربلا کے حوالے سے تاریخ کا مطالعہ اس انداز سے کرتے ہیں کہ ذہن وشعور کو ایک ولولۂ تازہ عطا کرسکیں۔ انہوں نے تاریخی حقائق کو اپنے فکر وفن کی اساس بنا کر ایک اہم قومی خدمت کا فریضہ انجام دیا۔ اسلامی تہذیب وتمدن کی بقا کے لئے حضرت امام حسینؓ نے جو قربانی دی اس کے معجزنما اثرات سے قیامت تک اسلامی تہذیب وتمدن کے تحفظ کو

یقینی بنادیا گیا۔ اب یہ نئی نسل کا فرض ہے کہ حریت فکر کی اس شمع کو سفاک ظلمتوں اور تند وتیز طوفانوں میں فروزاں رکھنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں ۔ حریت فکر کا یہ تاریخی واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے انسانی آزادی اور شعور کی سربلندی سے عبارت ہے۔ یہ واقعہ پوری نوع انسانی کے لئے آزادی کا منشور ہے۔

علامہ اقبالؒ نے واقعہ کربلا کے حوالے سے اپنی شاعری کو احساس وادراک کی بے پناہ صلاحیتوں سے مالا مال کردیا ہے۔ حریت فکر کے جذبات قاری کے شعور میں رچ بس جاتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف اذہان کی تطہیر وتنویر کا اہتمام ہوتا ہے بلکہ دلوں کو مرکز مہروفا کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے واقعہ کربلا کو حریت فکر کی ایسی ابد آشنا مثال کے طور پر پیش کیا ہے جس سے ایام گذشتہ کی کتاب کے اوراق سامنے آجاتے ہیں اور قاری زمانۂ حال کے بارے میں مثبت انداز فکر اپنا کر مستقبل کیلئے لائحہ عمل مرتب کرسکتا ہے۔ عصری آگہی کی یہ دلکش کیفیت کلام اقبال کا امتیازی وصف ہے۔ واقعۂ کربلا دراصل ایک مرد حر کی عظیم الشان قربانی ہے۔ مرد حر کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا ہے:

مرد حر محکم ز ورد لا تخف　　مابمیدان سر بجیب ، او سر بکف
مرد حر از لا الہ روشن ضمیر　　می نہ گردد بندۂ سلطان ومیر
ماگدایان کوچہ گرد و فاقہ مست　　فقر او از لا الہ تیغے بدست

علامہ اقبال نے واقعہ کربلا کو حریت فکر کے ایسے استعارے کے طور پر پیش کیا ہے جس کے معجز نما اثر سے معاشرتی زندگی میں انقلاب برپا ہوسکتا ہے ۔ زندگی کی حیات آفریں اقدار اور درخشاں روایات کو تب وتاب جاودانہ نصیب ہوسکتی ہے۔ علامہ اقبال کربلا کو اسلام کی تہذیبی میراث تصور کرتے ہیں۔ اس کے وسیلے سے وہ روحانی اقدار کا فروغ چاہتے ہیں۔

آنکہ بخشد بے یقینان را یقین　　آنکہ لرزد از سجود او زمین
آنکہ زیر تیغ گوید لا الہ　　آنکہ از خونش بروید لا الہ

واقعہ کربلا کو علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں زندگی کی حقیقی معنویت کا مظہر بنادیا ہے۔ وہ سجدۂ شبیری کو اسلام کا عہد آفرین واقعہ قرار دیتے ہوئے قربانی کے اس واقعہ کو عظیم قرار دیتے ہیں۔ تاریخ ہر دور میں شہدائے کربلا اور ان کی قربانیوں کی تعظیم کرے گی۔